پروفیسر محمد سلیمان صاحب اظہر

قسط نمبر ۲

شیخ الکل کا سفرِ حج اور مقلدین کا متحدہ محاذ

میاں صاحب کو اپنے سفرِ حج کے موقع پر مخالفین کی طرف سے جو خطرہ محسوس ہوا تھا وہ خیالی نہیں بلکہ حقیقی تھا۔ جھوٹے عقائد اور غلط مسائل اہلحدیث خصوصاً حضرت شیخ الکل کی طرف منسوب کر کے علمائے احناف کے فتووں نے اشتعال انگیز فضا پیدا کر دی تھی۔ جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد‘‘ اور ’’انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد‘‘ کے نام سے رسالے مرتب ہو چکے تھے۔ جن کی اشاعت کر کے فضا کو مسموم کیا جا رہا تھا اور اہلحدیثوں کو مسجدوں سے نکالا اور نماز پڑھنے سے روکا جا رہا تھا۔ ان رسالوں میں کیا تھا؟ سنیے۔ جامع الشواہد میں ایک مسئلہ تھا:

> کہ ’’پنیر جو شام میں سؤر کے پنیر مایہ سے بنایا جاتا اور اس کا مشہور تھا یا اور چیزیں کہ جن میں سؤر کی چربی پڑنی مشہور تھی، جب وہ آنحضرت ؐ کے پاس آتی تھیں، آپ بلا دریافت کھا لیتے تھے۔‘‘ (جامع الشواہد ص۶)

لہ اہلحدیث کی جانب سے جامع الشواہد کے کئی جواب دیئے گئے ہیں مثلاً (۱) کاشف المکائد از مولانا عبدالغنی جوناگڑھی (۲) ابرار اہلحدیث والقرآن ممافی جامع الشواہد من التہمۃ والبہتان از حافظ عبداللہ غازی پوری (۳) عمارۃ المساجد از مولانا محمد سعید بنارسی (۴) جامع الفوائد از مولانا عبید اللہ۔

اس سلسلہ میں احناف نے بھی ایک کتاب بنام فتح المبین لکھی جس کے ضمیمہ میں جامع الشواہد بھی شائع ہوئی، اہلحدیث نے اس کے جواب بھی دیئے۔ مثلاً (۱) خلاصۃ البراہین (۲) فوس المحققین (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

اس روایت کو اہلحدیث کا عقیدہ اور مسئلہ بنا کر پیش کیا گیا اور ثبوت یہ دیا کہ :

"چنانچہ فتویٰ مہری مولوی عطا محمد میں ہے جو رسالہ اظہار حق مطبوعہ مطبع اتالیق ہند لاہور میں مندرج ہے اور اس رسالہ میں مولوی نذیر حسین صاحب وغیرہ کی مہریں بھی موجود ہیں اور اس رسالہ کے چھپوانے میں مولوی نذیر حسین صاحب نے کوشش تام فرمائی تھی۔ چنانچہ مصنف رسالہ مذکور شروع میں اس امر پر تصریح کرتا ہے۔" (حوالہ مذکور)

جامع الشواہد کے مصنف نے ایمان و دیانت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ اولاً تو مولوی عطا محمد کے متعلق معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں کس عقیدہ اور مسلک کے ہیں۔ اہل حدیث تو ہرگز نہیں۔ پھر ان کی بات سے اہلحدیث پر کیا الزام؟

ثانیاً: انہوں نے یہ بات کسی اہلحدیث کی کتاب سے نقل نہیں کی بلکہ ایک شافعی المذہب عالم کی کتاب سے لی ہے۔ اس کتاب کا نام بھی انہوں نے بتا دیا ہے یعنی فتح المعین شرح قرۃ العین۔ یہ جامع الشواہد کے مصنف کی بددیانتی ہے کہ اس نے اس کا نام ظاہر نہ کر کے اہل حدیث کو رگیدنے کی کوشش کی ہے۔

ثالثاً: رسالہ "اظہار الحق" کے مصنف نے نہ شروع میں نہ آخر میں نہ کہیں دوسری جگہ اس کی تصریح کی ہے کہ مولوی نذیر حسین صاحب نے بھی اس کے چھپوانے کی کوشش کی ہے۔ مصنف "جامع الشواہد" کا یہ سفید جھوٹ ہے۔

رابعاً: جامع الشواہد کے مصنف کی یہ عبارت بڑی مغالطہ آمیز ہے کہ رسالہ "اظہار الحق" میں مولوی نذیر حسین صاحب وغیرہ کی بھی مہریں موجود ہیں۔ اس سے دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ مہریں مولوی عطا محمد کے فتویٰ کی تائید میں ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ یہ رسالہ دہلی، لاہور، امرتسر، کپورتھلہ، ہوشیارپور وغیرہ کے بہت سے علماء کے مختلف فتووں کا مجموعہ ہے۔ جس میں ایک فتویٰ شیخ الکل کا بھی ہے جس پر ان کی اور مولانا محمد حسین بٹالوی وغیرہ علمائے اہل حدیث کی مہریں ہیں۔ وہ فتویٰ یہ ہے :

سوال: نصاریٰ کے کنوؤں اور ظروف کا پانی جو جملہ نجاسات اور منجسات علی اختلاف المذاہب سے یقیناً مبرا ہو، ان لوگوں کے استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں جو اپنے دین سے واقف ہیں اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) (۳) الکلام المبین۔ اس کے علاوہ حافظ عبد اللہ غازی پوری نے "الکلام البناۃ" لکھی جس میں میاں صاحب کے سفر حج کے دوران اڑائی گئی غلط خبروں کی حقیقت بیان کی گئی۔ اس میں پاشا مکہ کے خط کی نقل بھی شائع کی گئی۔

خوف وحذر اختلاط و مداہنت سے مامون ہیں؛ نیز طعام نصاریٰ جو جملہ محرمات ونجاسات مقررہ کل مذاہب اسلامیہ سے محفوظ وخالی ہو، مذکورہ بالا اشخاص کیلئے کھالینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:

جائز ہے بدلیل حدیث صحیح بخاری کے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک عورت مشرکہ کے پکھال سے لوگوں کو پانی پلایا اور وضو اور غسل کرایا۔ اور حدیث صحیح بخاری کے کہ حضرت عمرؓ نے نصرانیہ عورت کی مٹلیا سے وضو کیا۔ اور حدیث ترمذی کے کہ آنحضرت ﷺ سے حضرت قبیصہؓ نے سوال کیا طعام نصاریٰ سے تو آپ ﷺ نے اجازت دیدی۔ اور فرمایا:

"لا یتخلجن فی صدرک طعام ضارعت فیہ النصرانیہ"

. . . . اور اغاثۃ اللہفان میں بھی آثار منقول ہیں کہ حضرت علیؓ وغیرہ صحابہ نے اہل کتاب کا کھانا کھایا۔ اور جو احادیث وآثار اس کے معارض ہیں وہ محمول ہیں مظنۂ نجاست پر یا جہلا راشخاص پر جن سے خوف سستیٔ دین وتجاوز حدود ہے۔ نہ ان سے سوال ہے نہ ان کے حق میں جواب ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم! فقط۔" (اسرار اہلحدیث از ص۸۲ تا ۸۵)

یہ ہے وہ فتویٰ جس پر شیخ الکل اور مولانا بٹالوی کی مہر ہے اور جسے رسالہ "اظہار الحق" میں شامل کرکے شائع کیا گیا۔ اس میں اس خبیث پنیر کا کہیں نام ونشان نہیں ہے جس کا ذکر مولوی عطا محمد کے فتویٰ میں ہے۔ لیکن جامع الشواہد کے مصنف کی دھاندلی ملاحظہ فرمایئے کہ وقت کے سب سے بڑے محدث کے ذمہ اتنی بڑی بات بلا تحقیق اور اغراض مشؤمہ کے تحت لگانے میں ذرا حیا نہیں کی۔ اس قسم کے جھوٹے الزامات کی بنیاد پر فتویٰ دیدیا گیا کہ وہابیوں کو احناف کی مسجدوں سے نکال دیا جائے۔ اس رسالہ میں بہت سے علمائے احناف کے فتوے، مہریں اور دستخط موجود ہیں۔ مثلاً صفحہ ۹ پر علمائے لدھیانہ و دیوبند کا ایک فتویٰ ہے:

"عقائد اس جماعت (اہل حدیث) کے جب خلاف جمہور ہیں، بدعتی ہونار برعکس نہند نام زنگی کافور ظاہر اور مثل تجسیم ۴ سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور برا کہنا سلف صالحین فسق یا کفر، تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحہ میں ان کی احتیاط لازم ہے جیسے روافض کے ساتھ احتیاط چاہیئے۔"
حررہ محمد یعقوب نانوتوی عفی عنہ، رشید احمد گنگوہی عفی عنہ، محمد محمود دیوبندی عفی عنہ،
محمود حسن عفا عنہ، ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ۔ (جامع الشواہد ص۱۱)

یہ ہمارے مہربانوں یعنی اکابرین دیوبند کا فتویٰ ہے۔ کسی حوالے اور ثبوت کے بغیر چند عقائد اور

مسائل کو اہلِ حدیث کی طرف منسوب کر کے بدعتی، فاسق، کافر، رافضی کے خطابات عطا کر دیے گئے ہیں۔ اور فتویٰ دینے والے معمولی افراد نہیں تھے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ تعصب اور تنگ نظری نے ان اکابر کو کس طرح راہِ راست سے بھٹکا دیا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ جن مسائل کو اہلِ حدیث سے منسوب کر کے فتویٰ دیا گیا ہے وہ کبھی اہلحدیث کے معتقدات نہیں رہے لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوئی۔

اور آگے چلیے، مشہور احراری رہنما مولوی حبیب الرحمان لودھیانوی کے دادا مولوی محمد لودھیانوی کا ایک فتویٰ بھی اسی صفحہ پر درج ہے جس میں غیر مقلدوں کو جذامی سے بڑا موذی اور مفسد قرار دیکر مسجدوں میں آنے سے روکا گیا ہے۔ صفحہ ۱۷، ۲۰ پر بیس علمائے رام پور کا فتویٰ درج کیا گیا جسمیں حضرت شیخ الکل سند الوقت میاں صاحب سید نذیر حسین محدث کی شان کے بارے میں یوں لب کشائی کی ہے:

"یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا سنی نہیں ہے۔ رافضی ہو تو عجب نہیں، یہ بیچارہ عامیوں کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا چاہتا ہے۔" (کتبہ سید عبد الحق ص۱۷)

مولوی ارشاد حسین رام پوری مؤلف انتصار الحق کے شاگرد مولوی عبد الجلیل کا فتویٰ بھی پڑھ لیں:

"ان حضرات شیخت مآب حاسدین مفسدین دین و معاندین مجتہدین و مقلدین اور انکے معتقدین و مریدین کے حق میں جن کو حضرت حق جل جلالہٗ عم نوالہٗ نے آزادی کا طوق گلے میں ڈال کر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہے۔ جس قدر شمشیرِ دست و زبان کے ذریعہ سے مقابل بر محل کیا جاوے تھوڑا ہے۔ فی الحقیقت یہ سب کے سب ضال اور مضل ہیں اور سلسلہ مذاہب اربعہ فقہ سے خارج ہو محمدی بن کر دین محمدی میں رخنہ انداز مخل اور ان کے عقائد پر مکائد منجر بکفر و شرک و الحاد۔" (جامع الشواہد)

یعنی ان غیر مقلدوں کو اور ان کے شیخ کو نہ صرف تلوار کی زبان سے مارا جائے بلکہ ہاتھ کی تلوار سے ان کو قتل کر دیا جائے۔ اس سے بڑھ کر کسی کے خلاف کیا لکھا جا سکیگا۔ عدمِ تقلید اگر جرم ہے تو پھر شاہ اسمٰعیل بھی اس کے مجرم ہیں۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ بھی اس کے مجرم ہیں اور چوتھی صدی ہجری کے تمام مسلمان اس فتویٰ کی رو سے واجب القتل ہیں ؎

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں،
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی!

اب آیئے دوسری کتاب "انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد" مؤلفہ مولوی محمد لودھیانوی

کی طرف ۔ اس میں بھی چند سوالات استفتار کی شکل میں پیش کرکے انکے جوابات دیئے گئے ہیں ۔ پہلے سوال میں چند عقائد اور مسائل اہلحدیث کی طرف منسوب کرکے ذکر کئے ہیں ۔ انہی میں یہ مسئلہ بھی بیان کیا ہے :

"جو شخص واسطے جواز مواکلت و مشاربت اہل کتاب کے یہ سند افترائی گذارے کہ جو قروط بآمیزش چربی خنزیر طیار کئے ہوئے اہل کتاب کے یمن سے آیا کرتے تھے معاذ اللہ آنحضرت ان کو کھایا کرتے تھے جیسا کہ مولوی عطا محمد ہشیار پوری نے رسالہ اظہار الحق میں لکھا ہے اور اس رسالہ پر مواہیر مولوی نذیر حسین و مولوی محمد حسین لاہوری وغیرہ کی ثبت ہوکر لاہور میں چھپ کر پادریان لودیانہ کے پاس آیا اور اخبار نور افشاں میں دیر تک چھپتا رہا ۔" (ص۳۲)

یہی الزام جامع الشواہد کے مندرجات کے ذکر میں آپ پڑھ چکے ہیں ۔ لیکن نمایاں فرق ہے کیونکہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے ۔ جامع الشواہد کے مطابق خنزیر کی چربی کی آمیزش والی اشیار ملک شام سے آیا کرتی تھیں اور انتظام المساجد کی عبارت کے مطابق ملک یمن سے ۔

شیخ الکل کی مہر کا معاملہ آپ کے سامنے صاف ہو چکا ہے کہ وہ کسی ایسے فتویٰ پر نہیں بلکہ ایک دوسرے فتویٰ پر ہیں ۔ نیز اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسالہ اظہار الحق، مولوی عطا محمد ہشیار پوری کا لکھا ہوا ہے ۔ حالانکہ یہ غلط ہے ۔ رسالہ "اظہار الحق" خان احمد شاہ قائم مقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہوشیار پورہ کا مرتب شدہ ہے ۔ دیکھو "البراء اہل حدیث والقرآن مما فی جامع الشواہد من التہمۃ والبہتان ص۵"

لیکن لودھیانوی صاحب نے بلا تحقیق اہل حدیث کی طرف اس قسم کے مسائل منسوب کرکے کفر و ارتداد کا فتویٰ لگا دیا ہے ۔ لکھتے ہیں :

" اور افترار مندرجہ استفتار درباب اکل قروط مذکورہ آنحضرت پر کفر صریح اور ارتداد قبیح ہے ۔" (ص۵)

اس کے بعد تحفۃ الاخیار فی عصمۃ الانبیار سے طویل عربی عبارت نقل کی ہے ۔ جس میں کسی نبی کی توہین کرنے والے کے متعلق احکام بیان کئے گئے ہیں ۔ اس کا خلاصہ خود لودھیانوی صاحب کے الفاظ میں یہ ہے :

"خلاصہ مطلب اس کلام کا یہ ہے کہ آنحضرت پر افترا کرنے والا مرتد ہے اور حکام اہل اسلام

(۱؎ حاشیہ ص۳۲)

پر لازم ہے کہ اس کو قتل کریں اور عذرداری اس کی بایں وجہ کہ مجھ کو اس کو علم نہیں تھا، شرعاً قابل پذیرائی نہیں۔ بلکہ بعد توبہ کے بھی اس کو مارنا لازم ہے . . . اور علماء اور مفتیانِ وقت پر لازم ہے کہ بمجرد مسموع ہونے ایسے امر کے، اس کے کفر اور ارتداد کا فتویٰ دینے میں تردد نہ کریں۔ ورنہ زمرۂ مرتدین میں یہ بھی شامل ہوں گے . . . اور عوام اہلِ اسلام پر لازم ہے کہ بمجرد وقوع ایسے مفسدہ کے مدعی اور گواہ ہو کر حکام سے سزایابی اس کے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔" (ص۱)

سن لیا آپ نے، علماء اور مفتیوں سے کہا کہ ان غیر مقلدوں کو بلا تردد کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دو۔ جو ان کے کفر میں شک کرے اس کو بھی کافر کہو، ان کو مسجدوں سے نکلواؤ۔ عوام سے کہا، ان پر مقدمے دائر کرو، ان کے خلاف عدالتوں میں جاکر شہادتیں دو، ان کو سزائیں دلواؤ، جیل بھجواؤ—— اور کس جرم میں ——؟ جو خود ہی بددیانتی، افترا اور بہتان تراشی سے ان پر لگا دیا گیا ہے—— ان کی وضاحت بھی نہ سنو، حقیقت آگاہی کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ توبہ کا دروازہ بھی خدائی اختیارات کے ان اجارہ داروں نے بند کر دیا ہے۔ حکام اہلِ اسلام پر فرض ہے کہ ان کو قتل کر دیں ؏

الٰہی جس خطا کی یہ سزا ہے وہ خطا کیا ہے؟

بتائیے اگر اس وقت ہندوستان پر ان متعصب اور کم ظرف لوگوں کی حکومت ہوتی تو ان فتووں کے بعد غریب اہلِ حدیثوں کو کہیں پناہ ملتی؟—— جہاں

وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف ٹھہرے ؎
اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر؟ ——

—— کی صورتِ حال ہو وہاں حضرت میاں صاحب کو زندہ رہنے کا حق دیا جاتا؟ ہم تو اس کو اپنے بزرگوں کی کرامت ہی سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے دیوبندی اور بریلوی مکتبِ فکر کی متفقہ یورش کے باوجود تحریک اہلِ حدیث کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ جان کی بازی لگا کر اس کو فروغ دیا اور پروان چڑھایا ؏

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

۱؎ یہ فتویٰ اس شخص کے بارے میں ہے جو مولانا عبید اللہ سندھی اور مولانا عبدالحق حقانی کا استاد ہے۔ مفتی محمد حسن صاحب بانی جامعہ اشرفیہ کا دادا استاد ہے۔ اور جس شخص سے مولانا اشرف علی تھانوی نیازمندانہ ملا کرتے تھے (دیکھئے تھانوی کی سوانح جس میں ان کی شیخ الکل سے دہلی اور بہار میں ملاقاتوں کا ذکر موجود ہے۔

حضرات آپ نے دیکھا کہ اندرون ہند اہل حدیث اور خصوصًا حضرت شیخ الکلؒ پر افترا پردازیوں اور بہتان تراشیوں میں کن کن پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں۔ انہی میں مولانا محمد یعقوب نانوتوی صدر مدرس دیوبند، مولانا رشید احمد گنگوہی (جنہیں حسین احمد مدنی جنید الدوراں، ابوحنیفۃ الزماں کہتے ہیں۔ کیا ابوحنیفہؒ اور جنید بغدادی اسی طرح بلا سوچے سمجھے تعصب میں اندھے ہو کر دوسرے مکاتیبِ فکر کے رہنماؤں پر دشنام طرازی کیا کرتے تھے؟) مولانا محمود الحسن جنہیں شیخ الہند کہا جاتا ہے، علمائے لدھیانہ، ہوشیار پور اور رام پور شامل ہیں ؎

ہزاروں خار دامن میں چھپے رہتے ہیں غنچوں کے
بہ ظاہر دیکھنے میں ہر کلی معصوم ہوتی ہے

پتہ ہے یہ سب کچھ کس لئے ہو رہا تھا، اس لئے کہ شیخ الکل جب حج کیلئے جائیں تو وہاں کے حنفی حکام کو برانگیختہ کرکے میاں صاحب کو قتل کروا دیا جائے لیکن مقابلے پر کوئی معمولی شخصیت نہیں تھی۔ اپنے دور کا سب سے بڑا ولی اللہ۔ سب سے بڑا محدث۔ اور امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن حنبل، امام ابن تیمیہؒ، شیخ مجددؒ اور شاہ ولیؒ اللہ کی روایات کا وارث تھا، یہ تمام زنجیریں توڑ کر حج کیلئے چل پڑا ؎

کسی کے روکنے سے کب ترا دیوانہ رکتا ہے
بہار آئی چلا میں یہ دھری ہیں بیڑیاں تیری

تاہم توکل کی شرائط کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ممکنہ انتظامات کرنے کیلئے میاں صاحب نے برطانوی ہند کا مکین ہونے کی حیثیت سے برطانوی قونصل مقیم جدہ کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ان حالات کو نظر انداز کرکے چٹھیوں والے معاملے کو خواہ مخواہ انگریز کی وفاداری کا معنی پہنانا تاریخ پر یقینًا ظلم ہے۔

میاں صاحب سفرِ حج کیلئے دہلی سے روانہ ہوئے۔ آپ کے حریفوں نے بھی چند اشخاص کو مختلف مواضع پنجاب، دیوبند، دہلی، بدایوں وغیرہ سے گلابی چو ورقہ رسالہ کے ساتھ روانہ کیا (گلابی چو ورقہ جامع الشواہد ہے جو پہلے گلابی رنگ کے چار اوراق پر طبع ہوا تھا، پھر اس میں اضافہ کرکے بیس صفحات کرکے زرد رنگ کے کاغذ پر طبع ہوا۔ اسی باعث مولانا بٹالوی اسے "زرد رُو" کہا کرتے تھے۔ زرد رنگ والا یہ نسخہ جامع الشواہد اور انتظام المساجد دونوں دار المصنفین اعظم گڑھ کے کتب خانہ میں موجود ہیں) ان لوگوں نے مختلف مقامات پر اسی رسالے کی بنا پر آپ سے مناظرے

کرنے چاہیے۔ لیکن آپ نے " واعرض عن الجاھلین " کے مطابق کسی کو بھی منہ نہیں لگایا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ مولانا اشتعال میں آجائیں گے اور مار پیٹ کا بہانہ مل جائیگا اور بات مکہ تک نہ پہنچے بلکہ یہیں ختم ہو جائے۔

سفرِ حج کے دوران جب آپ بمبئی پہنچے تو بقول شمس الدین حنفی صاحب اکسیر اعظم (جس کے ساتھ جامع الشواہد بھی شائع ہوئی) مطبوعہ دبیر ہند امرتسر ۱۳۰۴ھ:

" مولوی نذیر حسین بنگالی (اس مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ بنگالی نہیں، بہاری یا دہلوی تھے) کا مختصر حال سنئے۔ کہ جب وہ واسطے حج کے جاتے ہوئے معہ ہمراہیوں کے بمبئی پہنچے تو علماء بمبئی بھی منتظر تھے۔ یہ سوال پیش کئے اور جواب طلب کیا۔ اول، حق تعالیٰ کو جہت مکان جسمیت سے منزہ سمجھنا بدعت اور گمراہی ہے (نعوذ باللہ منہا) دوم، اللہ تعالیٰ جھوٹ کہہ سکتا ہے (نعوذ باللہ) سوم، تحقیر اور تصغیر و استخفاف و اہانت آنحضرتؐ اور دوسرے انبیاءؑ کی مقام حمد باری میں منجملہ واجبات سے ہے۔ (نعوذ باللہ) چہارم آنحضرتؐ خاتم النبیین نہیں ہیں۔ پنجم، انبیاءؑ معصوم نہیں ہیں۔ ششم، پھوپھی اور سوتیلی خالہ سے نکاح درست ہے۔ مورخہ نہم ماہ ذی قعدہ ۱۳۰۰ھ مگر مولوی صاحب نے حامل رقعہ ہذا کو کہا کہ اسوقت فرصت نہیں، پھر جواب دوں گا۔ پھر جب وہ شخص مولوی صاحب کے مکان میں گیا تو دروازہ اندر سے بند پایا، ہر چند پکارا مگر دروازہ نہ کھولا۔ علی الصباح چوری چوری معہ ہمراہیوں کے مفرور ہوگئے اور مکہ معظمہ میں گرفتار ہو کر محکمہ عالیہ سید نور پاشا کے سامنے ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ کو حاضر کئے گئے۔ مولوی صاحب و مولوی سلیمان جوناگڑھی پیشوایان فرقہ وہابیہ گمراہ غیر مقلدین کے توبہ کی۔ بعینہ عبارت توبہ لکھی جاتی ہے:

" بسم اللہ الرحمان الرحیم، حامداً ومصلیا، امابعد عاجز سید محمد نذیر حسین متبع سنت والجماعت عقیدۃً وفعلاً، اور اس کے خلاف جتنے مذہب ہیں خواہ رافضی، خواہ خارجی خواہ وہابی سب کو برا سمجھتا ہوں اور موافق مذہب حنفی کے فتویٰ دیتا ہوں اور حنفی المذہب ہوں۔ تبت مما خطأت وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ راقم سید محمد نذیر حسین بقلم خود۔ فقط۔

" حاجی سلیمان ولد حاجی اسحاق حنفی آنچہ خطا نمودم از توبہ است مذہب وہابی باطل است الف مرۃ مذہب حنفی امام اعظم دارم و باللہ التوفیق وھو نعم الرفیق۔ حاجی سلیمان جوناگڑھی

فقط۔" (ص ۳۳-۳۴)

واقعہ یہ ہے کہ شیخ الکل بغرض حج جب بمبئی آئے تو وہاں کے علمائے مولوی خلیل الرحمان لودھیانوی (اپوتا مولوی محمد لودھیانوی) کی سرکردگی میں آئے اور چند سوالات کئے۔ مقصد یہ تھا کہ سید صاحب کو ان باتوں کی بنا پر کافر ٹھہرائیں۔ شیخ الکل نے ان باتوں کو دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ سب مجھ پر بہتان ہے اور ان باتوں کا معتقد کافر ہے۔ چنانچہ اشتہار مطبوعہ مطبع حسنی بمبئی میں جو مولوی خلیل الرحمان نے مشتہر کیا تھا، یہ جواب موجود ہے۔ مگر یاروں نے اس جواب کو نہ مانا اور صرف اس بہانہ سے کہ جناب ممدوح نے اس انکار کو بطور اقرار نامہ رجسٹری کیوں نہ کروایا اور چونکہ ان کا مقصد اصلاح تو تھا ہی نہیں، اس لئے میاں صاحب کے انکار کے باوجود آپ کو ان کا قائل ٹھہرا کر اخبارات میں خوب مشتہر کیا۔ اخباروں نے بھی یہ باتیں بلاتحقیق چھاپ دیں کیونکہ وہ بھی یا تو غیر مسلموں کے تھے یا پھر احناف کے۔ نورالانوار کے ایڈیٹر نے بھی یہ بات اخبار میں شائع کی۔ جیسا کہ اخبار مشیر قیصر مطبوعہ ۲؍ اکتوبر ۱۸۸۳ء اس سے ناقل ہے کہ مولانا ممدوح نے اس بات کا کافی جواب نہیں دیا۔ اس سے ناظرین کو خیال ہوا کہ سید نذیر حسین واقعتاً ان باتوں کے قائل ہیں۔ مفسدوں سے پوچھنا چاہیئے کہ کیا سید صاحب کا ان عقاید سے انکار کافی نہ تھا۔ یا پھر ان کے نزدیک کافی جواب وہی ہوسکتا تھا جس میں ان عقاید کو سید صاحب نے اپنے عقاید ظاہر کیا ہو؟

(جاری ہے)